روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۹۲ | منگل ۱۴ ذیقعدہ - ۱۴۱۴ھ ‘ ۲۶ - شہادت ۱۳۷۳ ہش ‘ ۲۶ - اپریل ۱۹۹۴ء

اصل مقصد دین ہونا چاہئے

اصل مقصد انسان کا دین ہونا چاہئے۔ اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ جو لوگ یہاں دین کی خاطر آتے ہیں ان کو کچھ دن ضرور ٹھہرنا چاہئے۔ شاید کوئی مفید کلمہ ان کے کانوں میں پڑ جاوے بعض لوگوں کی کوشش اور تدبیریں محض دنیا کمانے کی خاطر ہوتی ہیں یہاں تک کہ بڑی بڑی پنشنیں پالتے ہیں لیکن پھر بھی بس نہیں کرتے۔ اندر ہی اندر اس جستجو میں لگے رہتے ہیں کہ اب کوئی خطاب ہی مل جاوے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

شوریٰ کی کامیابی کا راز جماعت احمدیہ کے بھائی چارہ میں ہے

مشورہ دیتے ہوئے کسی کی دلشکنی نہ کی جائے محبت اور ہمدردی سے بات کی جائے

محبت بڑھانے کیلئے عفو کا سلوک کریں لیکن جہاں جماعتی نظام کا سوال ہو وہاں عفو نہیں ہو سکتا

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبہ فرمودہ ۱۵- اپریل ۱۹۹۴ء کا خلاصہ جو بیت الفضل لندن سے احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

(خطبے کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن:- ۱۵- اپریل ۱۹۹۴ء سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا ہے کہ شوریٰ کی کامیابی کا راز جماعت احمدیہ کے بھائی چارہ میں ہے۔ اس لئے کسی کی دلشکنی یا بیان میں تکبر کے انداز سے پرہیز کیا جائے۔ محبت بڑھانے کیلئے ایک دوسرے سے عفو کا سلوک کریں لیکن جہاں جماعتی نظام کا سوال ہو وہاں عفو نہیں ہو سکتا۔ جن کے لئے عفو کریں ان کے لئے استغفار بھی کریں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا یہ خطبہ احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست Live ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

خطبہ کے آغاز میں حضرت صاحب نے فرمایا آج مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی مجالس شوریٰ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ دیگر اجتماعات بھی ہو رہے ہیں اس لئے آج کے خطبے میں شوریٰ کا مضمون بیان ہو گا۔ حضرت صاحب نے مختلف دینی اجتماعات کے ذکر میں جن جماعتوں کا نام لیا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گجرات، مجلس خدام الاحمدیہ منڈی بہاؤالدین کے اجتماعات جماعت احمدیہ سویڈن کی مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس مشاورت۔ بعض عرب ممالک میں خدام و اطفال کے اجتماعات۔ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی مجلس شوریٰ۔ ٹرینیڈاڈ میں نشان کسوف و خسوف کی سو سالہ تقریب جس کا سارے ملک میں چرچا ہے۔

بعد ازاں حضرت صاحب نے فرمایا قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے کہ تو ان لوگوں کے لئے مہربان ہو گیا ہے۔ اگر تو سخت دل ہوتا اور بد خلق ہوتا تو یہ تیرے ارد گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ پس تو ان سے عفو کا سلوک کر اور ان کے لئے بخشش طلب کر۔ اور ان سے مشورہ طلب کیا کر۔ لیکن فیصلہ تو نے کرنا ہے۔ مشورے کا مطلب یہ نہیں کہ جو لوگ کہیں وہ کرتا چلا جائے۔ تو اللہ کی عطا کردہ فراست کے نتیجے میں جس نتیجے پر پہنچے گا اس پر عمل کر۔ اور اللہ پر توکل کر۔ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا اس آیت میں شوریٰ کی روح اور فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس آیت کے مضمون کا ایک حصہ رمضان کے درس میں زیر بحث آیا تھا۔ مگر کوئی بھی آیت ایسی نہیں ہو سکتی جس کے تمام پہلو بیان ہو جائیں۔ ہر دفعہ جب آیت پر غور کیا جائے تو میرا تجربہ ہے کہ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آیت کا نیا پہلو ذہن میں نہ آیا ہو۔ ہر آیت سے علم و عرفان کا دریا پھوٹ سکتا ہے۔۔

حضرت صاحب نے فرمایا مشورے کا نبوت اور متبعین کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ ان باتوں کا تالیف قلب سے تعلق ہے۔

بھائی چارے کی فضا ضروری ہے

ایک تعلق تو واضح ہے کہ مشورے کی فضا وہیں ہو گی جہاں بھائی چارہ ہو گا۔ اس کے بغیر مشورہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بات ہی فطرت کے خلاف ہے کہ بھائی چارہ کے بغیر آپس میں مشورہ کیا جائے۔ اگر بھائی چارہ نہ ہو پھر بد دیانتیاں اور دھوکے ہوتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شوریٰ کی کامیابی کا راز جماعت کے بھائی چارہ میں ہے۔ اگر قالب الگ الگ اور جان ایک رہے تو مشورے گہری فراست اور تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب ایک خاندان کے لوگ اکٹھے ہو کر گہری سنجیدگی سے مشورے کرتے ہیں تو ہمدردی اور گہرے

باقی صفحہ ۶ پر

سانحہ ارتحال

○ مکرم ملک جمیل الرحمان رفیق صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید رقم فرماتے ہیں۔

خاکسار کی خوشدامن محترمہ امتہ اللہ مبارکہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب بقضائے الٰہی ۱۹- اپریل ۹۴ء بروز منگل وفات پا کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔

آپ محترم نعمت اللہ گوہر صاحب (برادر اکبر مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی و مکرم چوہدری عطا محمد صاحب ہیڈ کلرک بہشتی مقبرہ) کی صاحبزادی اور مکرم عبد الرحمان صاحب شاکر کی ہمشیرہ تھیں۔ بہت علمی طبیعت کی مالک تھیں۔ مختلف شعراء کے اشعار کثرت سے زبانی یاد تھے۔ خاص طور پر جماعتی کتب، اخبارات اور رسائل کا مطالعہ ان کی روح کی غذا تھی۔ امامت کے ساتھ وابستگی قابل رشک تھی۔

چوراسی سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مکرم و محترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد آپ ہی نے دعا کرائی۔ محلہ کے احباب کثرت سے شامل ہوئے۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑے ہیں جو شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے رخصت ہونے والی روح کو غفران کی چادر میں ڈھانپے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

درخواست دعا

○ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبد الکریم صاحب شرما سابق مربی سلسلہ مشرقی افریقہ کو لندن میں سخت ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ حالت تشویش ناک ہے۔ ا[illegible] سے دردمندانہ درخواست دعا ہے

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲۶- شہادت ۱۳۷۳ ہش   ۲۶- اپریل ۱۹۹۴ء

تربیت اولاد

وقت آگے کی طرف بڑھتا ہے- پیچھے کی طرف کبھی نہیں جاتا- اور اسی لئے وقت ہم سے بھی تقاضا کرتا ہے کہ ہم آگے کو بڑھیں- کہتے ہیں کہ جو آگے کی طرف نہیں بڑھتا بلکہ کھڑا ہو جاتا ہے- وہ کھڑا بھی نہیں رہ سکتا وہ گر پڑتا ہے- گویا کہ زندگی کے گذرتے ہوئے لمحے اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہمارا آج گذرے ہوئے کل سے بہتر ہو اور آنے والا کل آج سے بہتر ہو- ایسا نہ ہو سکے تو انسان گھاٹے میں ہے- کہ اسے وقت ملا اور وہ کچھ نہ کر سکا- اسے موقع ملا اور اس نے ضائع کر دیا-

کل افراد کا بھی ہے اور قوموں کا بھی ہے- افراد کا کل بھی بہتر ہونا چاہئے اور قوموں کا کل بھی آج سے بہتر ہونا چاہئے- افراد اور قوموں کی ترقی کا راز بھی اسی میں ہے کہ کل بہتر ہو- اور یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ چونکہ قومیں افراد ہی سے بنتی ہیں اس لئے افراد کا بہتر ہوتے چلے جانا ہی اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ قوم بہتر ہو رہی ہے- اگر افراد آگے نہیں بڑھیں گے تو قوم کس طرح آگے بڑھے گی- اگرچہ یہ بات بھی ناقابل تردید ہے کہ بعض اوقات چند افراد کا آگے بڑھنا بھی قوم کو آگے لے جاتا ہے لیکن اس بات کو پائیداری حاصل نہیں ہوتی-

قوموں کی ترقی کے لئے- اور ان کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ پر بھی نظر رکھیں اور اپنی اولادوں پر بھی- ہمارا کل ہم نہیں بلکہ ہماری اولادیں ہیں- ہم آج ہیں اور ہماری اولادیں کل- آنے والے کل کو آج سے بہتر بنانے کے لئے لازمی ہے کہ ہماری اولادیں ہم سے بہتر ہوں وہ ہم سے زیادہ صحیح سمت میں جانے والی ہوں اور تیز رفتار بھی- لیکن اس کا بہت سا حصہ ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے- اور خدا تعالیٰ ہی نے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے- ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی اولادوں کی بہتر تربیت کریں- آج سے کل کو بہتر بنائیں-

---

مجھ پر جو ہُوا وار وہ لوٹایا گیا ہے
ہر زخم مرا آپ ہی سہلایا گیا ہے
پھولوں سے جو ہو پائی نہ تسکین تو اکثر
دل سنگِ سرِ راہ سے بہلایا گیا ہے

ابوالاقبال

وہی باتوں میں شیرینی وہی پُرنور چہرے ہیں
اگرچہ میں نے ہتھکڑیوں میں اپنے پیارے دیکھے ہیں

سلاخوں اور زنجیروں سے افسردہ نہیں ہوتے
پسِ دیوارِ زنداں بھی بڑے خوش باش رہتے ہیں

جلائے رکھتے ہیں وہ رات دن ایمان کی شمعیں
لگا کر فرش پر بستر وہ دلجمعی سے بیٹھے ہیں

نسیم و ناز و آغا ہیں براہیم اور قاضی ہیں
عجم کے ایک شہزادے سے سارے ملتے جلتے ہیں

بڑی عظمت کے مالک ہیں اسیرانِ رہِ مولا
کہ ان کی خوش نصیبی پر فرشتے ناز کرتے ہیں

خدا نے حق میں رکھی ہے جو طاقت غیر کیا جانیں
وہ اس کو ماپنے کے اپنے ہی پیمانے رکھتے ہیں

جھکی ہے گردنِ شبّیر کب باطل کی طاقت سے
اگرچہ لحظہ لحظہ تیر اس تن پر برستے ہیں

شبّیر احمد

یوم تحریک جدید ۲۹- اپریل ۹۴ء منایا جائے

○ امراء و صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت ۹۱ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سال رواں کا پہلا یوم تحریک جدید مورخہ ۲۹- اپریل ۹۴ء بروز جمعۃ المبارک منانے کا اہتمام فرماویں- اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے نیز اس دن خطبہ جمعہ میں بھی احباب جماعت کو مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے اور مطالبات تحریک جدید کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرماویں اور اس تحریک کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضال الہیہ کا ذکر کیا جائے-

• درخواست ہے کہ براہ مہربانی جلسہ یوم تحریک جدید کی رپورٹ سے بھی دفتر کو مطلع فرمائیں-

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

پتہ درکار ہے

○ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب باجوہ ولد چوہدری نبی بخش صاحب باجوہ ساکن چک نمبر ۲۲- جی ڈی ضلع ساہیوال کا دفتر وصیت سے کوئی رابطہ نہیں- موصی اگر خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر وصیت اطلاع دیں- (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

علمی مسائل

فرماتا ہے:-

ہم تو اپنی صفات کے مطابق چاہتے ہیں کہ ان پر رحم کریں اور ان کی مصیبتوں کو دور کریں۔ لیکن ہمیں نظر آرہا ہے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو وہ شرارتوں میں اور بھی بڑھ جائیں گے۔ اور ہمارا یہ دعویٰ بے ثبوت نہیں ایسی قوم پر پہلے بھی عذاب آ چکے ہیں۔ مگر پھر وہ اپنے رب کے حضور نہیں جھکی اور اس نے کوئی عاجزی نہیں دکھائی۔ ہاں جب ہمارا آخری سخت عذاب آجائے گا۔ تو اس وقت وہ مایوس ضرور ہو جائیں گے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہم جب بھی کسی قوم پر عذاب نازل کرتے ہیں ہماری اصل غرض اس عذاب سے یہ ہوتی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی بد اعمالیوں سے باز آجائیں۔ مگر لوگوں کی یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ وہ عذاب کے آنے پر بھی اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی خشیت پیدا نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنے عذاب کو دور کرلے۔ یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہمارے سامنے ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام نے اعلان کیا کہ چالیس دن کے اندر اندر نینوا تباہ ہو جائے گا تو نینوا کے باشندوں نے خدا پر ایمان لاکر روزہ کی منادی کی۔ اور ادنیٰ و اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا اور یہ خبر نینوا کے بادشاہ کو پہنچی اور وہ اپنے تخت پر سے اٹھا۔ اور بادشاہی لباس اتار ڈالا اور ٹاٹ اوڑھ کر راکھ پر بیٹھ گیا اور بادشاہ اور اس کے ارکان دولت کے فرمان سے نینوا میں یہ اعلان کیا گیا اور اس بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا حیوان گلہ یا رمہ کچھ نہ چکھے اور نہ کھائے نہ پئے۔ لیکن حیوان اور انسان ٹاٹ سے ملبس ہوں اور خدا کے حضور گریہ وزاری کریں بلکہ ہر شخص اپنی بری روش اور اپنے ہاتھ کے ظلم سے باز آئے شائد خدا رحم کرے۔ اور اپنا ارادہ بدلے اور اپنے قہر شدید سے باز آئے۔ اور ہم ہلاک نہ ہوں۔ جب خدا نے ان کی یہ حالت دیکھی کہ وہ اپنی اپنی بری روش سے باز آئے تو وہ اس عذاب سے جو اس نے ان پر نازل کرنے کو کہا تھا باز آیا اور اسے نازل نہ کیا۔

(یوحنا باب ۳ آیت نمبر ۵ تا ۱۰)

قرآن کریم خود اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یونسؑ کی قوم کے سوا کیوں کوئی اور بستی بھی ایسی نہ ہوئی جو سب کی سب ایمان لاتی اور اس کا ایمان لانا اسے نفع دیتا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ یونس علیہ السلام کی قوم کے لوگ جب ایمان لائے تو ہم نے ان پر سے اس دنیا کا رسوا کن عذاب دور کر دیا اور انہیں ایک وقت تک ہر قسم کا سامان اور رزق عطا فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بندے اگر توبہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے رجوع کریں اور بد اعمالیوں سے باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے عذاب کو دور کر دیا کرتا ہے۔ خواہ اس عذاب کی اس نے پیش گوئی ہی کیوں نہ کی ہوئی ہو۔ کیونکہ انذاری پیش گوئیوں سے بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو اصلاح کا موقعہ دیا جائے۔ چنانچہ دیکھو فتح مکہ کے وقت جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری قوم نے آپؐ کی غلامی کو قبول کر لیا تو باوجود اس کے کہ وہ شدید جرائم کی مرتکب رہ چکی تھی۔ اور اگر اسے سزا دی جاتی تو قانونی رنگ میں بالکل جائز ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جسمانی سزا سے بھی بچا لیا اور روحانی لحاظ سے بھی اسے بڑی ترقیات عطا فرمائیں مگر فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی یہ حالت نہیں ہم نے ان کو سخت عذاب میں جکڑا مگر پھر بھی یہ اپنے رب کے حضور عاجزانہ رنگ میں نہ جھکے۔ اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی انہوں نے طلب نہ کی۔ آخر اس کا یہی نتیجہ ہوگا کہ یہ ایک دن آخری عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور اس وقت اپنی نجات کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔ اور دنیوی سہاروں کو ٹوٹتا دیکھ کر بالکل مایوس اور ناامید ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ کالم ۴ سے آگے

میرے بھائی کے کھانے کا بھی۔ یعنی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو اس وقت لاہور میں پڑھتے تھے۔ اصغری کی اماں جھٹ سے بولیں ہاں اللہ میاں! اس میں میاں اسماعیل کے کھانے کا مزا نہ آئے۔

☆☆☆☆☆

صاحبزادی امۃ الشکور

سیرۃ حضرت اماں جان

محترمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ اس سلسلے میں مزید لکھتی ہیں:-

حضرت امام جماعت الثانی فرماتے تھے کہ جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فوت ہوئے تو اس وقت ہمارے پاس گذارے کا کوئی سامان نہ تھا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اس وقت کچھ قرض بھی تھا۔ حضرت اماں جان نے جماعت سے نہیں کہا کہ وہ یہ قرض ادا کریں۔ بلکہ آپ کے پاس جو زیور تھا اسے بیچ کر حضرت صاحب کا قرض ادا کر دیا۔ میں اس وقت بچہ تھا اور میرے لئے ان کی خدمت کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ مگر میرے دل پر ہمیشہ یہ اثر رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو کتنا محبت کرنے والا اور قربانی کرنے والا ساتھی دیا۔

آپ کو شرک سے نفرت تھی۔ جس کی دو تین مثالیں ہم آپ کو سناتے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی عورت اپنے کسی بیمار عزیز کا حال سنا رہی تھی۔ آخر میں بولی کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا مگر فلاں دوائی سے اب آرام ہے۔ حضرت اماں جان نے بڑے جوش سے فرمایا:۔ تم یہ کیوں نہیں کہتی کہ اس تدبیر میں خدا کی مرضی شامل تھی اور اب اس کے فضل سے آرام ہے۔ اور ایک بار کیا ہوا کہ ایک عورت نے ایک پیالہ اماں جان کی خدمت میں پیش کیا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور کہا اس میں پانی ڈال کر پیجئے۔ آپ نے روک دیا اور فرمایا ہم ایسا نہیں کرتے یہ شرک ہے۔ ایک خاتون روزانہ ریڈیو پر خبریں سن کر اماں جان کو سنایا کرتی تھیں۔ ایک دن کوئی خبر سنا کر بولیں۔ صدقے جاؤں ریڈیو ایجاد کرنے والے کے کیسی اچھی چیز ایجاد کی۔ گھر بیٹھ کر پوری دنیا کی خبریں سن لو۔ آواز سن لو۔ حضرت اماں جان نے بے ساختہ فرمایا۔ صدقے جاؤں اپنے رب کے جس نے انسان کو اتنی عقل دی کہ وہ ایسی چیزیں ایجاد کر سکے۔

آپ کو مہمان نوازی کی بہت عادت تھی جو بھی گھر آتا اس کی خاطر کرتیں۔ مہمانوں کا خیال رکھتیں اور ہر ایک کی عادت کے مطابق اس کو چیزیں پیش کرتیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال جب پہلے پہل قادیان آئے تو چوتھی جماعت میں پڑھتے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت اماں جان مہمان نوازی میں خاص طور پر حصہ لیتیں۔ سب مہمان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ گول کمرے میں کھانا کھاتے تھے۔ پہلے دن جب چوہدری صاحب نے کھانا کھایا تو کھانے کے بعد اماں جان نے کسی شخص کو بھیج کر پوچھا کہ کسی مہمان کو کسی خاص چیز کی ضرورت ہو تو بتا دے۔ چوہدری صاحب نے بے تکلفی سے کہہ دیا کہ مجھے لسی کی عادت ہے۔ تھوڑی دیر بعد دہی کی میٹھی لسی آ گئی۔ جو بعض دوسرے دوستوں نے بھی پی اور بعض نے چائے اور پان وغیرہ بھی منگوائے۔

حضرت اماں جان بے حد خوش مزاج تھیں۔ ہلکی پھلکی تفریح کو پسند فرماتیں۔ پیدل سیر کو جانا آپ کو بے حد پسند تھا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں بھی آپ کے ساتھ پیدل سیر کو جایا کرتیں۔ بعد میں بھی ایسا ہی کرتی رہیں۔ پک نک بھی کیا کرتیں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے باغ میں آلو لگوائے۔ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور دوسری لڑکیوں اور بہوؤں کو لے کر باغ میں سیر کے لئے تشریف لے گئیں۔ دو ٹوکرے آلو ابلوا کر اچار رکھا اور اپنے باغ کے لوکاٹ اتروائے۔ چٹنی تیار کی۔ زمین پر دریاں بچھا کر سب نے یہ دعوت کھائی۔ لڑکیوں نے پینگ جھولی۔ اور کھیلتی رہیں۔ خوب تفریح کی۔ ایک بار سیر کرتی ہوئی عرفانی صاحب کے گھر تشریف لے گئیں۔ ان کا گھر ڈھاب کے کنارے پر تھا۔ اماں جان نے وہاں بچے اکٹھے کرکے کہا کہ لڑکو مجھے تیر کے دکھاؤ۔ ڈھاب کے کنارے ایک درخت کے نیچے اپنی چارپائی بچھوائی اور وہاں بیٹھ کر بچوں کی تیراکی دیکھتی رہیں۔ ان کے ساتھ حضرت ام ناصر اور دوسری لڑکیاں بھی تھیں۔ کھانا بھی سب نے وہیں ڈھاب پر کھایا۔ آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا حضرت اماں جان کے پاس ایک عورت جنہیں سب اصغری کی اماں کہتے تھے کھانا پکایا کرتی تھیں۔ اس کی عادت تھی کہ ہنڈیا میں چمچہ ہلاتی جاتیں اور ساتھ دعا مانگتیں۔ یا اللہ ساری دنیا کے کھانوں کا مزا میرے حضرت صاحب کے کھانے میں آجائے۔ اماں جان نے ایک دن ہنس کر کہا کیوں اصغری کی اماں! کیا

باقی کالم ۲ پر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ایک مضمون پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اسی مضمون کا بقیہ حصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

آپ کی اس بصیرت خداداد (علمی بصیرت) کا تذکرہ صحابہؓ میں عام تھا ایک اور موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں یہ ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ دنیا میں رہنا ہے یا خدا کے پاس حاضر ہونا ہے تو اس نے خدا کو اختیار دیا۔ حضرت ابوبکرؓ اس پر بھی رو پڑے اور صحابہؓ نے حسب معمول پہلے تعجب کیا مگر بعد میں انہیں پتہ چلا کہ اس بندہ خدا سے مراد ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنہوں نے دنیا پر خدا کے پاس جانے کو ترجیح دی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کے علمی شغف کا اندازہ اس سوال سے بھی ہوتا ہے جو آپ نے ایک دفعہ مسئلہ تقدیر کے بارہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ انسان کی تقدیر خیر و شر کا اصولی فیصلہ ہو چکا ہے یا یہ کوئی جاری سلسلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصولی فیصلہ تو ہو چکا ہے۔ آپ نے عرض کی پھر اعمال کی کیا ضرورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پابند نہیں رکھا اختیار دیا ہے کہ جو عمل نیک یا بد چاہے کرے پھر وہ تقدیر کے مطابق انجام کو پہنچتا ہے۔

آپ میں استغناء اور اطاعت کا نہایت اعلیٰ جذبہ تھا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے سے منع فرمایا۔ اس ارشاد کی ایسی کامل اطاعت کر کے دکھائی کہ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تھے اور اونٹ کی رسی ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو اسے بٹھا کر خود نیچے اتر کر اپنے ہاتھ سے اٹھاتے۔ صحابہؓ عرض کرتے کہ آپ ہمیں حکم فرماتے تو آپ جواب دیتے میرے حبیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ لوگوں سے سوال نہیں کرنا۔ (اللہ پاک ہے) کیسا عجیب استغناء ہے اور کیسی خوب صورت انکساری۔

تواضع اور انکسار تو آپ کے اندر جیسے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے غربت اور انکساری کا لباس اختیار کر لیا تھا۔ آپ کی تواضع واقعتاً اس کی مثال ہے۔ اس کی تصویر آپ کی گفتگو اور روایات سے صاف جھلکتی نظر آتی ہے۔ خلیفہ کے انتخاب کے موقعہ پر بھی آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کے نام لئے تھے۔ اور جب خلیفہ بن گئے تو اپنی پہلی تقریر میں اپنے انکسار کا اس رنگ میں اظہار کیا کہ میں تو چاہتا تھا کہ یہ ذمہ داری میرے علاوہ کوئی اور اٹھاتا۔ مگر اب جب کہ میں نے یہ منصب قبول کر لیا ہے تو جتنی میری طاقت ہے میں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ مگر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار پر پرکھ کر گرفت نہ کرنا۔ کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک خاص عصمت عطا فرمائی تھی اور آپؐ معصوم تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی خشیت اور مقام عجز کا اندازہ اس واقعہ سے بھی خوب ہوتا ہے جب ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبر سے تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلتا ہے اس کو آگ کا عذاب ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جن کا ڈھیلا تہہ بند بسا اوقات لٹک جاتا تھا کس انکسار سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہہ بند تو میرا بھی لٹک جاتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ نوید سنائی کہ اے ابوبکرؓ تو ان لوگوں میں سے نہیں۔ کیونکہ آپ تہہ بند تکبر سے نہیں لٹکاتے اور اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے شخص کے لئے جو فروتنی اور عاجزی رکھتا ہے یہ استثناء فرما کر ظاہر بین اور دین میں تشدد کرنے والوں کے خیال کی اصلاح فرما دی۔

ایک دفعہ آپ کو کسی نے خلیفۃ اللہ کہہ دیا یعنی خدا کے خلیفہ۔ تو نہایت انکساری سے فرمانے لگے دیکھو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ مجھے خلیفہ رسول کہو۔ میں اس پر راضی ہوں۔ میں اسی پر راضی ہوں۔ میں اسی پر راضی ہوں۔ آپ کے آخری سانس تھے۔ حضرت عائشہؓ نے جذباتی کیفیت میں یہ شعر پڑھا کہ آپ وہ ہیں جن کے منہ کے صدقے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے سہارا ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے جان کنی کے عالم میں بھی اپنی یہ تعریف گوارا نہ کی۔ اور نہایت انکسار سے فرمایا اے عائشہ! یہ مقام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

آپ نہ صرف خود مقام صدیقیت پر قائم تھے بلکہ صدق سے اپنی طبعی مناسبت کے باعث اس کی پر زور تلقین بھی فرماتے۔ ایک دفعہ خطبہ دیتے ہوئے گلوگیر ہو گئے۔ روتے ہوئے کہا کہ سچائی اختیار کرو۔ اس کے نتیجہ میں نیکی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

آپ خود بھی حق گوئی میں بے باک تھے۔ یزید بن ابی سفیان کو شام کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا تو از راہ نصیحت واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ مجھے بڑا اندیشہ یہ ہے کہ تم کہیں اپنے عزیز و اقارب سے اپنی امارت کے نتیجہ میں ترجیحی سلوک نہ کرو۔ یاد رکھو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص کو مسلمانوں کا امیر بنایا جائے اور وہ کسی کو ڈر کر کچھ دے دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ ۵

احمد نگر میں فلاں فلاں یتیم نادار اور بیوہ کو اتنی اتنی رقم دے دیں جس کی مجموعی رقم ہزاروں تک ہوتی آپ کی اس خاموش خدمت کا ان کی وفات کے بعد علم ہوا۔

احمد نگر کی جماعت سے جرمنی جا کر بھی آپ نے قلبی ذہنی اور عملی رابطہ قائم رکھا آپ کو یہ احساس تھا کہ احمد نگر کی جماعت بفضل تعالیٰ کافی بڑی ہے جب کہ بیت الذکر ضرورت سے کم ہے انہیں بیت الذکر کو وسیع کرنے کا بہت احساس تھا چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے جرمنی میں ایک ایشیائی مخلص مخیر احمدی دوست جن کا احمد نگر سے گہرا تعلق تھا کو بیت الذکر کی توسیع کی ترغیب و تحریک کی تو اس مخلص دوست نے مبلغ دو لاکھ روپے کا گراں قدر عطیہ بھجوا دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا عطا کرے۔ اس طرح نیکی کی ترغیب دلا کر آپ کی نیکی کرنے والے بھائی کے ثواب میں برابر کے شریک ہو گئے۔

آپ نے اپنی اولاد کی (باوجود نامساعد حالات کے) تعلیم و تربیت کی طرف کماحقہ توجہ فرمائی۔ آپ کے بیٹے جو مربی سلسلہ ہیں نے بتایا کہ جب میں جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھا تو محترم پرنسپل صاحب نے میری ایک غلطی پر سرزنش فرمائی۔ نو عمری کی وجہ سے ان کی سرزنش طبیعت پر ناگوار گذری جس سے دل برداشتہ ہو کر احمد نگر آ کر والد صاحب سے شکوہ کیا کہ معمولی سی بات پر پرنسپل صاحب نے سختی کی ہے۔ محترم والد صاحب نے میری شکایت پر توجہ دینے کی بجائے استفسار فرمایا کہ کیا آپ رخصت لے کر آئے ہیں میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ رخصت کے بغیر کیوں آئے ہو۔ فوراً واپس جاؤ۔ والد محترم کی اس پر حکمت نصیحت کا مجھ پر گہرا اثر ہوا اور آئندہ زندگی کے لئے ایک کار آمد نصیحت ہاتھ آ گئی۔

عجب اتفاق ہے کہ آپ نے مورخہ ۹۰-۷-۱۳ کو احمد نگر سے جرمنی کے لئے رخت سفر باندھا تھا اور مورخہ ۹۳-۷-۱۳ کو ٹھیک تین سال بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے سفر آخرت اختیار کیا۔ آپ کے اس سفر میں خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل شامل حال رہا کہ بغیر کسی روکاوٹ یا تاخیر کے آپ کا جسد خاکی مورخہ ۹۳-۷-۱۷ صبح ساڑھے پانچ بجے احمد نگر لایا گیا۔ جہاں صبح سات بجے کثیر تعداد میں احباب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد آپ کا تابوت دارالضیافت کے مخصوص کمرہ میں بغرض انتظار لواحقین رکھا گیا اسی روز بعد نماز عصر بیت مبارک میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں غیر معمولی تعداد میں آپ کے عزیز و اقارب دوست و احباب اور مخلصین جماعت نے شمولیت فرمائی۔

بیت مبارک سے بہشتی مقبرہ تک آپ کے سفر آخرت میں بڑی تعداد میں احباب نے شمولیت کی جس میں احمد نگر سے آئے ہوئے غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ موصوف کو تدفین کے بعد مزید یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلص بھائی کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان خصوصاً آپ کی بیوہ اور سات بیٹوں دو بیٹیوں اور دونوں بھائیوں اور ان کے جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دو چیزوں کو انسان پسند نہیں کرتا وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ فتنے میں ملوث ہونے سے موت بہتر ہے وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ کمی مال حساب کو ہلکا اور آسان کر دیتی ہے۔

یادرفتگان

مکرم مولوی مبارک احمد صاحب طور

ناصر احمد ظفر بلوچ

خوبرو اونچے لانبے صحت مند و توانا صحیح معنوں میں جوانوں کے جوان انتہائی مخلص احمدی ۶۸ سالہ میاں مبارک احمد صاحب طور سکنہ احمد نگر مقیم جرمنی مورخہ ۱۳-۷-۹۳ کو اچانک کھانا کھانے کے بعد چند ہی لمحات میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔

موصوف بے شمار خوبیوں کے مالک تھے آپ نے ان گنت نہ بھولنے والی یادیں چھوڑی ہیں جماعتی نکتہ نگاہ سے آپ نے جو ایثار و قربانی اخلاص و فدائیت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں آج مختصراً ان کا ذکر خیر مطلوب ہے۔ آپ ۱۹۲۳ء میں مکرم میاں فضل حق کے ہاں چک نمبر ۴۴۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ احمدیت آپ کو اپنے جد امجد مکرم میاں غلام محی الدین صاحب (رفیق بانی سلسلہ) کے طفیل ورثہ میں ملی تھی اب ان کی چھٹی نسل بفضل تعالیٰ احمدیت کی برکات سے فیض یاب ہو رہی ہے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد سال ۱۹۴۵ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی تحریک برائے شمولیت دیہاتی مربیان پر آپ کے والد محترم نے آپ کو وقف کرکے سلسلہ کے سپرد کر دیا تھا۔ سال ۱۹۴۶-۴۷ء تک آپ مدرسہ احمدیہ میں زیر تعلیم رہے۔ سال ۱۹۴۷ء کے آغاز میں آپ کی تقرری بطور دیہاتی معلم ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں کردی گئی تھی۔ چند ماہ کے بعد حفاظت مرکز کے سلسلہ میں قادیان واپس بلا لئے گئے۔ پھر اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان بھجوا دیئے گئے۔ مرکز نے انہیں دوبارہ ترگڑی میں ہی تعینات کر دیا۔ جہاں اپنے فرائض منصبی نہایت عمدگی اور لگن سے سرانجام دیتے رہے وعظ و نصیحت کا نہایت عمدہ رنگ تھا اچھے مقرر ہونے کے ساتھ اسلوب مناظرہ سے بھی خوب واقف تھے آپ نے اپنی خود نوشت ڈائری میں اپنے دعوت الی اللہ کے بے شمار ایمان افروز واقعات قلمبند کئے ہوئے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے آپ کے اخلاص' قابلیت اور اپنے کام سے لگن اور عشق کا واضح احساس ہوتا ہے۔ آپ دعوت حق کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اجتماعی اور انفرادی رابطوں کے علاوہ دیہات میں جہاں بھی کوئی میلہ لگتا تو یہ پیغام حق پہنچانے کے لئے فوراً وہاں پہنچ جاتے عیسائی پادریوں سے بھی خوب تبادلہ خیال کرتے آپ کی محنت خلوص اور دعا کے اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی پھل عطا فرمائے جن میں سے اس وقت کئی خود ثمردار ہیں بلکہ وہ مزید پھل حاصل کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست

آپ کے شوق اور رابطوں کے جنون کا یہ عالم تھا کہ انجمن نے واقفین کو کچھ عبوری امداد دی آپ نے اس سے گھریلو ضروریات پوری کرنے کی بجائے دور دراز علاقوں کا دورہ کرنے کی سہولت کے پیش نظر سائیکل خرید لیا جس پر آپ گجرات تک دورے کرتے رہے۔ ترگڑی تعیناتی کے دوران آپ نے فرقان فورس/ بٹالین میں نہ صرف خود شامل ہو کر جنگ کشمیر میں حصہ لینے کی سعادت پائی بلکہ قرب وجوار کی جماعتوں سے بھی بڑی تعداد میں رضاکار بھجوانے کا ثواب حاصل کیا۔

سال ۱۹۶۷ء میں آپ مستقل احمد نگر میں آگئے اور پھر وہیں کے ہی ہو گئے۔ آپ جماعت احمدیہ احمد نگر کے انتہائی مخلص فعال اور نڈر کارکن تھے۔ داعی الی اللہ کے کام میں توصف اول کے احباب میں شمار ہوتے تھے۔ جماعت کے ہنگامی کاموں میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے خود دار باہمت مرد میدان تھے اوائل میں جب بچے زیر تعلیم تھے کوئی معقول ذریعہ معاش نہ تھا مشکل وقت میں کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے کی بجائے اپنے بچوں کے ہمراہ گندم کی کٹائی کر کے اہل و عیال کے لئے رزق حلال مہیا کرتے رہے۔ کثیر عیالداری اور پھر مالی حالت خستہ ہونے کے باعث ایک دوست نے مشورہ دیا کہ اپنے بڑے لڑکے مسرور احمد کی تعلیم کا سلسلہ ختم کروا کر اس کو کہیں کام پر لگوا دیں اس پر آپ نے بلاتوقف فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں کرونگا۔ خود محنت کرونگا لیکن بچوں کی تعلیم کا سلسلہ منقطع نہیں ہونے دونگا آپ کے عزم اور ہمت اور محنت شاقہ کے باعث آپ کا وہی بیٹا آج بفضل تعالیٰ بنک میں مینیجر ہے۔ جب کہ دیگر بچوں کو بھی مناسب تعلیم دلوائی آپ میں اگرچہ بہت سی خوبیاں تھیں۔ لیکن ان کی یہ خوبی مثالی رنگ رکھتی تھی کہ ہمیشہ فنافی الامامت اور تابع نظام سلسلہ رہے۔ عہدیداران جماعت کی اطاعت ذاتی پسند یا ناپسند سے ہمیشہ بالا تھی جو بھی عہدیدار ہوتا اس سے تعاون اور اس کی اطاعت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔

۱۹۸۴ء میں ایک احمدی بھائی کا غیراز جماعت شخص سے زرعی پلاٹ کا تنازعہ ہو گیا معاملہ مقدمہ بازی اور پولیس تک پہنچ گیا۔ جسے فریق ثانی نے مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی (اگرچہ معاملہ خالصتاً ذاتی نوعیت کا تھا) کشیدگی میں اضافہ ہوا تو پولیس آفیسر نے نقص امن کے اندیشہ کے پیش نظر انسدادی کارروائی کے سلسلہ میں فریق ثانی اور جماعت مقامی سے کہا کہ ہر فریق اپنی مرضی سے ۱۵-۱۵ افراد گرفتاری کے لئے پیش کرے خاکسار ان دنوں صدر جماعت تھا میں نے یہ معاملہ بغرض مشورہ احباب جماعت کے سامنے پیش کیا ہی تھا کہ سب سے پہلے مکرم طور صاحب نے رضاکارانہ طور پر گرفتاری کے لئے اپنا نام پیش کر دیا ان کی اس جرات مندانہ پیشکش پر دیکھتے ہی دیکھتے بیسیوں خدام انصار بلکہ اطفال تک نے بڑھ چڑھ کر اپنے نام پیش کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ پولیس افسران کو صرف پندرہ نام پیش کئے گئے جن میں برادرم طور صاحب باصرار شامل رہے۔ آپ نے انتہائی جرات اور بشاشت و ہمت کے ساتھ چند روز قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کی سعادت پائی آپ کی جرات کے باعث دیگر اسیران کے حوصلے قابل رشک حد تک بلند رہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مکرم طور صاحب کا احمدی فریق سے نہ کوئی تعلق تھا نہ رشتہ داری ان کے پیش نظر تو صرف اور صرف الحب للہ والبغض للہ تھا۔

سال ۷۴ء اور پھر ۸۴ء کے ہنگامہ خیز ایام میں تو آپ خدمت سلسلہ کے لئے چوبیس گھنٹے وقف رہتے۔ نامساعد حالات میں ان کی صلاحیتوں میں مزید نکھار آجاتا تھا۔ مخالفین سلسلہ اور افسران بالا سے بات کرتے وقت اسلوب بیان نہایت سچا سچا۔ صاف شفاف ہوتا حق بات بڑی جرات سے بغیر لگی پٹی ڈنکے کی چوٹ کہتے تھے۔ مالی قربانی کے میدان میں تو آپ ہمیشہ (نیکیوں میں آگے بڑھو) کا عملی نمونہ پیش کیا کرتے تھے۔ وصیت کرنے کی سعادت تو سال ۱۹۴۵ء میں ہی پالی تھی۔ آپ کے بیٹے عزیزم مشہود احمد صاحب مربی سلسلہ نے بتایا کہ آپ کا معمول تھا کہ شام کو جب دکان بند کرتے تو ہر روز کی آمدنی سے ۱/۱۰ حصہ حساب کر کے الگ نکال لیا کرتے تھے۔ تحریک جدید میں نہ صرف باقاعدگی سے خود حصہ لیتے رہے بلکہ پیارے امام کی تحریک پر اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے وعدہ جات کو بھی زندہ رکھے ہوئے تھے۔ امید ہے کہ آپ کی مخلص اولاد اپنے والد محترم کی اس نیک روایت کو جاری و ساری رکھے گی۔ چندہ جات وقف جدید خود بھی اور اپنے بچوں سے بھی باقاعدگی سے دلواتے تھے۔ اس کے علاوہ امام وقت یا مرکز سلسلہ کی طرف سے جو بھی مالی تحریک ہوتی برادرم طور صاحب کا اس میں حصہ لینا لازمی اور یقینی ہوتا۔ مقامی ضروتوں تعمیر احمدیہ ہال نیز مرمت بیت الذکر میں بھی خوب حصہ لیتے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے نیک عمل کے ثمرہ میں مکرم طور صاحب کے ابتدائی مالی تنگدستی کے ایام دیکھتے ہی دیکھتے فراخ دستی میں تبدیل ہوتے چلے گئے اور حضرت بانی سلسلہ کے شعر کی روشنی میں

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خودمے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

آپ جوں جوں راہ خدا میں خرچ کرتے چلے گئے خدا تعالیٰ آپ کا کفیل ومددگار ہوتا گیا۔ آپ کے اخلاص اور فدائیت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ آپ کو جماعت احمدیہ احمد نگر کے زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری اصلاح وارشاد اور پھر آخر میں خدا تعالیٰ نے انہیں بحیثیت صدر جماعت کے بھی خدمات سرانجام دینے کی سعادت عطا فرمائی۔

آپ ۱۳ جولائی ۱۹۹۰ء کو جرمنی اپنے بچوں سلیم احمد' بشارت احمد کے پاس تشریف لے گئے وہاں بھی جاتے ہی جماعتی کاموں کی انجام دہی میں جُت گئے آپ کے بیٹے سلیم احمد نے بتایا کہ آپ اپنے مقامی مرکز کے سیکرٹری تربیت مقرر ہوئے دعوت الی اللہ کا تو کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ چندہ جات میں اس قدر باقاعدہ تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب وصیت کا حساب ہوا تو ایک پائی بھی بقایا نہ تھا۔ بلکہ حصہ آمد اور جائیداد کی مد میں معین شدہ رقم سے بھی زائد اپنی زندگی میں جمع کروا چکے تھے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کے بارے میں آپ کے بیٹے جو مربی سلسلہ ہیں نے بتایا کہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ عید کے موقع پر اپنے مستحق بہن بھائیوں کو بھی عید کی خوشیوں میں شامل کیا کریں ہر عید سے قبل بذریعہ فون مجھے ہدایت فرماتے کہ

باقی صفحہ ۴ پر

بقیہ صفحہ ۱

انہماک سے بات کی جاتی ہے۔ یہی روح جماعت احمدیہ کی شوریٰ میں بھی زندہ رہنی چاہئے۔ اس کے بغیر مشورہ اپنے مقاصد کو پورا نہیں کر سکے گا۔

دور امامت سے پہلے کا ایک واقعہ

حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنی امامت سے پہلے یہ دیکھا تھا کہ ایک شخص بھی اگر شوریٰ کے دوران تلخ بات کرتا تو حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی اور ثالث اس پر شدید ردّ عمل دکھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہرگز ایسی بات نہیں کرنی جس سے کسی بھائی کی دلشکنی ہو یا بیان کرنے والے کے انداز میں تکبر پایا جائے۔ حضرت صاحب نے اپنا ایک ایسا ہی واقعہ بیان فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ نام لیکر کسی شخص کی بات پر تبصرہ کیا تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث مجھ سے ناراض ہوئے کہ ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے میری بالکل درست تربیت فرمائی۔ حالانکہ گفتگو میں میری دلیل غالب تھی۔ حضرت صاحب نے فرمایا جن صاحب کا میں نے ذکر کیا تھا وہ جماعت کے پرانے خادم اور تجربہ کار شخص تھے۔

کسی بھائی کی دل شکنی نہ ہو

حضرت صاحب نے فرمایا اس لئے جماعت احمدیہ کو شوریٰ کے موقع پر میرا پہلا پیغام یہی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو کر بھائیوں کی طرح مشورے دیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو شوریٰ کا اعلیٰ مقصد ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ دنیا میں کہیں بھی ہماری جماعت کی شوریٰ ہو یا ذیلی تنظیموں کی شوریٰ ہو اس بات کو خوب پلے باندھ لیں کہ شوریٰ کے دوران کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے کسی بھائی کی دلشکنی ہو۔ محبت کا ماحول پیدا کرنا شوریٰ کو کامیاب بنانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے یہ بات بار بار کہی ہے کہ میرے نزدیک جماعت کی زندگی دو چیزوں پر منحصر ہے۔ ایک امامت دوسرے شوریٰ۔ یہ جماعت احمدیہ کی بقا کا راز ہے اس کو ہمیشہ دلوں میں جاگزیں رکھیں۔ اپنی فطرت ثانیہ بنالیں۔ اس نظام کو تقویت دینا جماعت کی بقا کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

بناوٹ سے مشورے نہ دیں

حضرت صاحب نے فرمایا بعض اور باتیں بھی ایسی ہیں جو مجالس شوریٰ میں آکر زیر بحث آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا جب لوگ شوریٰ کے لئے مشورے دیتے ہیں تو کچھ عرصہ کے بعد ان کے ذہنوں میں یہ بات آتی ہے وہ ہر دفعہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں فلاں بات شوریٰ میں پیش ہونی چاہئے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے لوگ ذہنوں پر زور دیکر بناوٹ اور تصنع سے باتیں لکھتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا سالہا سال کے ایجنڈے دیکھنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ کچھ لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ ہر سال ان کی کوئی نہ کوئی بات ضرور سامنے آئے۔

حضرت صاحب نے فرمایا مشورہ وہی حقیقی ہے جو از خود ضرورت کے مطابق دل سے پھوٹے۔ اس سلسلے میں غور کرنا چاہئے۔ کہ ضرورتیں کیا ہیں؟

جہاں ترقی رُکے وہاں ضرور اختلاف ہو گا

حضرت صاحب نے فرمایا کہ پہلی اہم ضرورت تالیف قلب ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ جماعت کو کس طرح محبت سے باندھا جائے کہ کہیں تلخی پیدا نہ ہو۔ بعض اوقات ایسی باتیں جماعتوں میں راہ پا جاتی ہیں کہ محبت کا ماحول قائم نہیں رہتا۔ اختلافات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے بعض جماعتوں کا اس بارے میں ذکر بھی کیا تھا اس پر ان جماعتوں کی طرف سے معذرت کے خطوط بھی آئے۔

حضرت صاحب نے فرمایا جہاں بھی جماعت کی ترقی رکتی دکھائی دے وہاں ضرور اختلاف کے نتیجے میں یہ ہوتا ہے۔ خدا اور فرشتوں کا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا کہ کسی جماعت میں ترقی نہیں ہو رہی ہوتی۔ ضرور جماعت میں کوئی نقص ایسا پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے جماعت کی ترقی رکنے لگتی ہے۔ ایسے نقص کو جماعت کی شوریٰ میں پیش کرنا چاہئے۔ لیکن یہ کام بہت احتیاط سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب نقائص کا ذکر کیا جائے تو باتیں بہت حساس ہوتی ہیں اور ذرا بھی بے احتیاطی سے ذکر کیا جائے تو مقصد پانے کی بجائے بالکل الٹ اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسی باتیں کی جاتی ہیں جو شوریٰ کی شان تو در کنار عام مجالس میں بھی نہیں ہونی چاہئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ایسی باتیں کرنے والے بعض افراد کو پھر جماعت سے نکالنا بھی پڑا۔ بعض کے چندے بند کرنے پڑے۔

حضرت صاحب نے فرمایا پاکستان کی جماعتوں کو میں خصوصیت سے اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ شوریٰ دلوں کے بڑھنے کا ذریعہ ہونی چاہئے۔ اس سے عام افراد جماعت میں جتنا اعتماد بڑھتا ہے ویسا اعتماد بہت کم دوسرے ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔ یا تو امام جماعت کا اور یا مجلس شوریٰ کا افراد جماعت سے اعتماد کا تعلق ہوتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا دلوں کا ایک دوسرے کے لئے نرم ہونا جماعت کی جمعیت کو آپس میں باندھے رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ جو دل آپس میں بندھ جائیں انہی کی شوریٰ 'شوریٰ' ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے سے محبت پیار اور سچی ہمدردی میں مشورے دیتے ہیں۔ یہ شوریٰ کی صفات ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا ساری دنیا میں نظر دوڑا کر دیکھ لیں جماعت احمدیہ کی شوریٰ کی مثال دنیا بھر میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ دنیا کے نظاموں میں سلجھے ہوئے ضوابط کے باوجود دل نہیں ملے ہوتے اس لئے ان کی شوریٰ تلخیوں سے بھری ہوتی ہے۔ اور دنیا کا کوئی ملک اس سے مبرا دکھائی نہیں دیتا۔ اگر ایک بھائی دوسرے کا دل دکھانے سے پرہیز کرے اور اسے گناہ کبیرہ سمجھے اور اگر کسی کا دل دکھ جائے تو اس سے معافی طلب کرے تو ایسی باتوں سے جماعت میں محبت کا رشتہ گہرا ہوتا چلا جائے گا۔

حضرت صاحب نے فرمایا انسانی فطرت کا بنیادی راز یہ ہے کہ محبت یا تو بڑھتی ہے یا ختم ہوتی جاتی ہے۔ یہ ایک جگہ ٹھہری نہیں رہتی۔ جو بنیادی محرکات محبت پیدا کرتے ہیں وہ اگر باقی نہ رہیں تو محبت ختم ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے شر کے محرکات راہ پا جاتے ہیں۔ فاصلے بڑھنے لگتے ہیں اور بڑھتے بڑھتے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس محبت کی حفاظت کریں۔ شوریٰ کے نظام پر لازم ہے کہ بلا استثناء تاکید سے ' ادنیٰ سی بات بھی طعن و تشنیع کی برداشت نہ کی جائے۔ اس کے لئے موقع پر نصیحت ضروری ہے۔ تاہم اگر بات مقامی جماعت کی طاقت سے باہر جانے لگے تو مرکز کے علم میں لائی جانی ضروری ہو جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ بھی امامت کی طاقت کا ایک حصہ ہے کہ شوریٰ کی ایسی رپورٹیں امامت کو بھجوایا کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ایک دفعہ مجھے مجلس مشاورت ربوہ کا ریکارڈ سن کر یہ دیکھنا پڑا کہ کس رنگ میں باتیں کی گئیں۔ جماعت کی نہایت مقدس روح کی حفاظت ہو رہی تھی یا نہیں۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کا دوسرا انجام جہنم کا کنارہ ہے گویا کہ یہ بتایا گیا ہے کہ اگر اس ہدایت پر عمل نہ کیا گیا تو محبت کا برعکس مضمون یعنی جہنم کا کنارہ سامنے آئے گا۔

عفو کا سلوک کریں

حضرت صاحب نے فرمایا شوریٰ کے ضمن میں ایک اور اہم نصیحت یہ ہے کہ ایک دوسرے سے عفو کا سلوک کرو۔ جب انسان کسی سے پیار کا سلوک کرتا ہے تو اس کا ایک ثبوت عفو میں ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے پیار ہو اس کے قصوروں سے عفو کیا جاتا ہے اور جس سے پیار نہ ہو اس کے چھوٹے سے نقص کو بھی اچھالا جاتا ہے۔ عفو محبت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عام غلطیوں پر بے وجہ تلخی محسوس نہ کی جائے اور برداشت کیا جائے۔ ایسے موقع پر نرمی کا سلوک کیا جائے۔ عفو کا مطلب ہے کہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک چیز غلط ہے اس کو دیکھ کر آنکھیں دوسری طرف کر لیں۔

عفو کی حد کیا ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ عفو کی ایک حد ہوتی ہے۔ ایسی کمزوریاں جن کا زیادہ اثر آپ کی اپنی ذات پر پڑتا ہو ان سے عفو کیا جائے۔ لیکن ایسی کمزوری جو نظام جماعت میں رخنہ ڈال دے وہاں پر عفو کی پھر کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کا مطلب تو محبتوں پر حملہ ہے۔ عفو کی جڑ کاٹنا ہے۔ ایسے موقعے پر عفو کا سلوک کیسے ہو سکتا ہے؟

حضرت صاحب نے فرمایا عفو کا تعلق ذاتی تکلیف سے ہے۔ لیکن جب نظام جماعت پر ضرب لگے تو عفو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ امانت ہے۔ جب آپ مالک ہوں تو عفو کریں لیکن جب آپ امین ہوں تو عفو کی اجازت نہیں۔ قرآن کریم نے ایمان والوں کو متنبہ کیا ہے کہ جب خدا کے حکم کے تابع کسی کو سزا دینی ہو اور اس میں نرمی کی جائے تو گنہگار بنو گے۔ ذاتی تکلیف کے موقع پر صبر کریں۔ بھائی سے عفو کریں۔ اس سے محبت بڑھے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا جب کسی کا اپنا معاملہ آتا ہے تو یوں بھڑکتے ہیں جیسے تیل کو تیلی دکھا دی جائے مگر جب جماعت کا معاملہ آتا ہے تو خاموشی سے بیٹھے سنتے رہتے ہیں۔ جماعت کا کوئی فکر نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ دین کی غیرت کی راہ میں عفو کا حائل نہیں ہونا چاہئے۔

عفو کے نتیجے میں استغفار حضرت صاحب نے فرمایا عفو کے نتیجے میں استغفار پیدا ہونا لازمی ہے۔ عفو کرتے ہوئے یہ بھی تو خیال آنا چاہئے کہ جس بات سے میں ناراض ہو رہا ہوں اس سے خدا بھی تو ناراض ہو رہا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ انسان اپنی تکلیف دوسرے کو معاف کر دیتا ہے مگر خدا تو معاف نہیں کرتا۔ پھر ایسے شخص کے گناہ کی بخشش کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔

شوریٰ میں شمولیت کی تاکید

حضرت صاحب نے فرمایا کہ حضرت امام جماعت ثانی ہمیں ہمیشہ شوریٰ میں آنے کی ضرور تلقین فرمایا کرتے تھے شوریٰ میں ایسی زبردست تربیت ہوتی ہے جو اور کہیں نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہم لوگ بڑی پابندی سے بطور زائر ضرور شامل ہوتے تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی اکثر معاملات میں مشوروں کو سراہتے اور عموماً اکثریت کی تائید میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔ لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ اکثریت رائے کے خلاف فیصلہ فرماتے۔ ایسے موقعوں پر ایک دفعہ بھی جماعت کے دل میں کبھی منفی رد عمل پیدا نہیں ہوا۔ احباب ہمیشہ امامت کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم نے کئی دفعہ دیکھا کہ ساری شوریٰ کی رائے ایک طرف ہوتی اور حضرت امام جماعت احمدیہ کی رائے ایک طرف ہوتی۔ اور آخر امام جماعت کی رائے ہی درست نکلتی۔ اور ساری شوریٰ امام جماعت کے فیصلے پر بچھ بچھ جاتی۔ ایک بھی شخص بڑبڑاتا ہوا باہر نہ نکلتا۔ یا جماعتوں میں جا کر خلاف بات نہ کرتا۔ یہ بات بتاتی کہ مجلس شوریٰ کے نمائندے چننے والے متقی ہوتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا اگر ان باتوں پر عمل کریں گے تو جماعت کو ہمیشہ کی زندگی ملے گی۔ شوریٰ سے امامت کو تقویت ملتی ہے اور امامت سے شوریٰ کو مضبوطی اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ پس تقویٰ سے مشورے دیں۔ محبتیں بڑھانے کے فیصلے کریں۔ ایسے مشورے دیں جن کے نتیجے میں تلخی لازماً کم ہو جائے بڑھے نہیں۔ اگر تلخی بڑھ رہی ہو تو ایسے مشورے کو قبول نہ کریں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ مضامین بار بار دوہرائے جانے کے لائق ہیں جماعت کی ترقی اور تربیت کا ان سے گہرا تعلق ہے۔

ثانیہ کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا مجلس شوریٰ جو ربوہ میں ہو رہی ہے ان کے اراکین کو خاص محبت بھرا سلام۔ اسیران راہ مولا کی آزادی کی مبارکباد۔ ہواؤں کے رخ کی تبدیلی کی مبارکباد۔ ہواؤں کی تبدیلی میں جو لہک ہے اس کی مبارکباد۔ آخر میں حضرت صاحب نے فرمایا مشاورت امانت ہوا کرتی ہے اس کے وہی قصے باہر بیان کرنے چاہئیں جن کی اجازت ہو۔ امانت سے مشورے دیں اور امانت سے ہی ان کو بیان کریں۔ بے تکلف اور غیر محتاط تبصرے نقصان پہنچاتے ہیں۔

الفضل میں اشتہار دے کر تجارت کو فروغ دیں

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ ناصرہ خورشید صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کراچی (حال امریکہ) کا دل کا بائی پاس ۵۔ مئی ۹۴ء کے بعد امریکہ میں ہو رہا ہے۔ قبل ازیں چند سال قبل بھی دل کا بائی پاس ہوا تھا مگر پھر دل کی بعض نالیاں بند ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹروں نے دوبارہ بائی پاس تجویز کیا ہے۔ کمزوری بھی بہت ہو گئی ہے۔

○ محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر شاہ محمود صاحب ننکانہ عرصہ چار ماہ سے بائیں جانب فالج کی وجہ سے بیمار ہیں تاحال بازو اور ٹانگ میں باوجود علاج کے کوئی فرق نہیں ہو رہا۔ کمزوری دن بدن زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔

○ مکرم کریم احمد خان دار الذکر لاہور کے دو بیٹے اور ایک بیٹی بیمار ہے۔

○ مکرم وسیم احمد خاں صاحب کینال کالونی باٹاپور لاہور کا بیٹا ذیشان تقریباً ایک ماہ سے بوجہ دست آنے سے بیمار ہے۔ کمزور بہت ہو گئی ہے۔

○ مکرم خان حفیظ احمد خاں صاحب ایڈووکیٹ، وہاڑی کی بیٹی رعنا سلیم کا منجھلا بیٹا محمد علی حمزہ بعمر ۶ سال آج کل سانس کی بیماری سے شدید بیمار ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو شفاء عطا فرمائے

خبریں

ربوہ : 25- اپریل-1994ء
دھوپ نکلی ہوئی ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 14 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 33 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ سرحد اسمبلی نے آئین کے اندر رہ کر نیا قائد ایوان منتخب کر لیا ہے۔ وزیر اعلیٰ سرحد کا انتخاب سپریم کورٹ کے فیصلے کے عین مطابق ہے۔ تاہم اپوزیشن کا احتجاج ان کا آئینی حق ہے وزیر اعظم نے کہا کہ مہران بنک سکینڈل میں حکومت یا اپوزیشن میں جو بھی شریک ہوا اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔

○ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ صاجزادہ محمد صابر شاہ نے کہا ہے کہ وہ آفتاب شیرپاؤ کے بطور وزیر اعلیٰ انتخاب کے خلاف عدالت میں جائیں گے انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ سبوتاژ کیا گیا ہے۔ ملکی تاریخ میں پہلی بار کسی اسمبلی کا سپیکر معطل ہوا ہے۔ ہم ایسے اجلاس کو گالی سمجھتے ہیں جو گورنر نے بلایا ہو۔

○ قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ شیرپاؤ کو قائد ایوان چننے کی کارروائی غیر آئینی ہے۔ اس لئے اس کے خلاف بطور احتجاج ہم اسمبلی کے موجودہ سیشن میں نہیں جائیں گے۔ در حقیقت صدر کے قلم سے اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے کو مجروح کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فوج سمیت کوئی ادارہ خود کو موجودہ حکومت سے محفوظ نہ سمجھے کچھ عرصہ بعد آپ یہاں بیٹھے ہوں گے نہ ہم۔

○ نو منتخب وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب احمد خاں شیرپاؤ نے کہا ہے کہ صابر شاہ کو اکثریت حاصل ہوتی تو ایوان میں ثابت کرتے۔ ہمارے ساتھ ۴۲ ارکان ہیں ہم نے اکثریت ثابت کر دی ہے۔

○ سابق وزیر اعلیٰ سرحد پیر صابر شاہ نے اسمبلی کا اجلاس بلانے کے خلاف حکم امتناعی کی جو درخواست سپریم کورٹ میں دائر کی تھی وہ نامنظور کر دی گئی۔ ایڈووکیٹ آن ریکارڈ نے کہا ہے کہ یہ درخواست سول نوعیت کی ہے اور سابقہ درخواست کے سلسلے میں ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ کے ذرائع کے مطابق یہ سادہ درخواست ہے جو قبول نہیں کی جا سکتی۔

○ الیکشن کمیشن نے سرحد اسمبلی کے دو ارکان کے خلاف ریفرنس پر اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔ سماعت کے دوران صابر شاہ کے وکیل افتخار گیلانی نے کہا کہ دونوں ممبران اسمبلی کے شیرپاؤ کو ووٹ دینے سے سچ ثابت ہو گیا ہے۔ اس پر شریف الدین پیرزادہ نے جواب میں کہا کہ آج کا واقعہ الگ ہے اس ضمن میں نیا کیس دائر کیا جائے۔

○ عوامی نیشنل پارٹی کی صوبائی صدر بیگم نسیم ولی خاں نے کہا ہے کہ ایوان صدر میں غیر جانبدار صدر نہیں بلکہ پیپلز پارٹی کا جیالا بیٹھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ با اختیار قوت جواب دے کہ وہ کب تک ملک کی تباہی اور جمہوریت کے خلاف سازشوں کا تماشہ دیکھتی رہے گی۔

○ صوبہ سرحد کے سپیکر ہدایت اللہ خان چمکنی نے کہا ہے کہ صدر اور گورنر نے توہین عدالت کی ہے۔ عدالتوں کو از خود اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ شیرپاؤ کے وزیر اعلیٰ چنے جانے کی کارروائی کو انہوں نے جھوٹ موٹ کی کارروائی قرار دیا۔

○ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ صاجزادہ سید محمد صابر شاہ نے گورنر صوبہ سرحد کو خط لکھا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سرحد اسمبلی کا اجلاس بلانے کی کارروائی بدنیتی ہے۔ اور وہ اس سازش میں فریق نہیں بن سکتے۔ اور وہ آئینی اور قانونی حق حاصل کرنے کے لئے عدالت جانے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

○ صوبہ سرحد کے نو منتخب وزیر اعلیٰ آفتاب احمد خاں شیرپاؤ نے حزب اختلاف سے اپیل کی ہے کہ وہ صوبائی مفاد کے لئے ان سے تعاون کریں۔ انہوں نے کہا کہ قائد ایوان کے پاس اکثریت نہیں تھی۔ افسوس کہ وہ اعتماد کے ووٹ کے لئے اجلاس میں نہیں آئے۔

○ پورے ملک میں کلرکوں نے مہنگائی کے خلاف مکمل ہڑتال کی اور مظاہرے کئے۔ صوبہ سندھ اور آزاد کشمیر کے کلرکوں نے بھی اس ملک گیر ہڑتال میں حصہ لیا۔ مہنگائی کے خلاف زبردست مظاہرے اور ماتم کیا گیا۔ لاہور اور کوئٹہ میں کلرکوں پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خاں لغاری نے پاک فوج پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے جوانوں کی شخصیت و کردار کو اسلام کے مطابق ڈھالے۔ انہوں نے کہا جسمانی اور ذہنی طور پر چاق و چوبند رہنے کے لئے جوانوں کی تربیت پر پوری توجہ دی جانی چاہئے۔

○ سپاہ صحابہ پاکستان کے نائب سربراہ مولانا محمد اعظم طارق نے کہا ہے کہ فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے ناموس صحابہ بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے۔

○ نارنگ منڈی کے قریب پانچ مسلح افراد نے گن پوائنٹ پر ٹرین رکوالی۔ اور اندھا دھند ہوائی فائرنگ شروع کر دی مسافروں نے دو ملزم پکڑ لئے جن میں سے ایک چلتی ٹرین سے چھلانگ لگا کر فرار ہو گیا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی ہوں گے لیکن پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ مل کر لڑیں گی۔ انہوں نے کہا لاہور میں ہونے والی وارداتوں کا بندوبست کر لیا گیا ہے اور اب امن و امان کی صورت حال پہلے سے بہتر ہے۔

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف کو دعوت دی ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کے نئے صدر کی تقریب حلف برداری کے لئے ان کے ساتھ چلیں وزیر اعظم نے اس دعوت کے ذریعے حکومت اور اپوزیشن کے درمیان بہتر تعلقات اور مفاہمانہ فضا قائم کرنے کے لئے ایک اور مثبت کوشش کی ہے۔

○ صوبہ سرحد اسمبلی کے مسلم لیگ اور اے این پی کے اراکین نے اپنے اپنے استعفے اپنی اپنی پارٹی لیڈروں کے پاس جمع کرا دیئے ہیں۔ اے این پی والوں نے بیگم نسیم ولی خان اور مسلم لیگیوں نے صابر شاہ کے پاس استعفے جمع کرائے ہیں۔

○ صدر فاروق احمد خاں لغاری نے کہا ہے کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی باعث تشویش ہے۔ یہ ہمارے وسائل پر بڑا بوجھ ہے۔ "ماں اور بچے" کی شرح اموات میں کمی کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

○ غنڈہ ٹیکس نہ دینے پر منکیرہ کے ایک آڑھتی کو ایک نوجوان نے مقامی تھانہ کے اندر پولیس افسران کی موجودگی میں چھری سے حملہ کر کے قتل کر دیا۔

اشتہار

یک عدد کمرشل پلاٹ اراضی تعدادی 2 کنال 7 مرلہ جو کہ پختہ سڑک چنیوٹ سرگودہا روڈ پر برلب سڑک مذکور واقع ہے جس کا فرنٹ برلب پختہ سڑک مذکور 24 کرم۔ بیک 24 کرم سڑک پختہ کی طرف سے دایاں بازو ۱۹ اکرم۔ بایاں بازو 16 اکرم ہے احمد نگر کی آبادی مربعہ 55 میں ہے جبکہ پلاٹ مذکور مربعہ 54 کا کیلہ 22/2 ہے احمد نگر سے صرف 3 کیلہ فاصلہ پر ہے۔ کو فروخت کرنا مطلوب ہے۔ خواہشمند احباب سردار نور احمد مرتضیٰ کارکن دفتر ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے رابطہ کر کے خاکسار مشتہر اشتہار ھذا سے مل کر سودا طے کر سکتے ہیں۔

المشتہر
محمد عبد الغنی ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹس جھنگ صدر
حال مقیم مکان 12/17 دار الصدر شرقی ربوہ

بچوں کی جملہ امراض کے شافی علاج کے لئے
النصرت چلڈرن کلینک
ریلوے روڈ۔ ربوہ

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس
SPERMATOZOA COURSE
Rs 250/-
عورتوں کیلئے کورس
بانجھ پن کورس STERILITY COURSE
Rs 130/-
اٹھراء کورس ATHRA COURSE Rs 125
موجد : ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
فون : سیلز 211283 پیکنگ 606 دفتر 771 ربوہ

احمد برادرز
• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج • گیزر
• واشنگ مشین
• ہیٹر کیلئے
شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون : ۸۴۰۹۵۸
۸۴۱۰۴۵